ترکی کی مجاہد ملّتِ اسلامی

ماضی کے درخشاں کارناموں اور حال و مستقبل کے اندیشوں اور
خطرات کے درمیان
تاریخی جائزہ و مطالعہ، مؤرخانہ و غیر جانب دارانہ نتائج
اور
مخلصانہ مشوروں اور آگاہیوں کے ساتھ

از

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

مجلسِ تحقیقات و نشریاتِ اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

بار اوّل

۱۴۱۰ھ — ۱۹۸۹ء

کتابت _____ ظہیر احمد کاکوروی

طباعت _____ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات _____ ۳۲

قیمت _____ 

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریب و تعارف

الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علی من لا نبیّ بعدہٗ

راقم سطور کو ۱۲ اگست ۱۹۵۹ء سے ۱۸ اگست تک اپنے عزیز رفقاء کے ساتھ جو عالمی رابطۂ ادب اسلامی کے ٹرسٹی ممبر یا وہ عام ارکان تھے جو ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے تدریسی شعبہ سے تعلق رکھتے تھے، ایک ہفتہ کی مدّت ترکی کے دارالسلطنت استنبول (قدیم قسطنطنیہ) میں گزارنی پڑی، یہ راقم کا اس ملک کا چوتھا سفر تھا، پہلے سفر کی (جو ۱۹۵۶ء کے جون میں پیش آیا تھا) روئیداد ایک روزنامچہ کی شکل میں "دو ہفتے ترکی میں" کے نام سے اسی زمانہ میں شائع ہوگئی تھی، حالیہ سفر میں رابطۂ ادب اسلامی کی مجلس انتظامی، عمومی کانفرنس اور اس مجلس مذاکرہ (SEMINAR) میں شرکت کے علاوہ جو "ادب الاطفال" کے عنوان سے بچوں کے اسلامی ادب پر منعقد ہوا، استنبول میں مختلف تقریبات و اجتماعات میں (جن میں ترک اور وہ عرب فضلاء و اساتذہ جو خاص تعداد میں سعودیہ اور بلاد عربیہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

گرمی کی تعطیلات گزارنے کے لئے ترکی میں قیام پذیر ہوتے ہیں موجود ہوتے تھے) خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔

ان ضمنی و ذیلی خطابات کے علاوہ جو موتمر اور سیمنار کے موضوع پر ہوتے تھے اس کو استنبول کے ایک نواحی محلہ کی ایک وسیع مسجد و مدرسہ میں ایک ایسے بڑے مجمع سے دینی و دعوتی خطاب کرنے کا موقعہ ملا جس میں ترکی میں دعوتی کام کرنے والے کارکنوں، باہر سے آئی ہوئی تبلیغی جماعتوں کے افراد، اور دینی مکاتب و مدارس کے ذمہ داروں اور منتظمین اور ان شائقین و سامعین کی خاصی تعداد تھی، جو مقرر کا نام سن کر یا اس کی بعض کتابوں کے ترکی تراجم کے مطالعہ کی بنا پر دور دور سے آئے تھے، اس خطاب میں (جو اردو میں ہوا تھا) اور ایک ترک عالم نے جنھوں نے سات سال پاکستان میں رہ کر کراچی کے ایک بڑے دار العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی تھی، بڑی خوبی سے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا) مجاہد و فاتح اور صدیوں تک پاسبان خلافت رہنے والی اولوالعزم ترکی قوم کی دینی و ملّی خدمات اور اس کے مجاہدانہ و فاتحانہ کارناموں کا پوری مسرت و افتخار کے ساتھ اعتراف کرنے اور اس کو اپنے شاندار ماضی کی یاد دلانے کے بعد موجودہ دور اور ماحول کی ذمہ داریوں، حفاظت و اشاعت و احیائے دین کے فریضہ اور پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ مستقبل کے اندیشوں اور خطرات، اور ترکی قوم کی اسلام کے ساتھ وابستگی و شیفتگی کو ختم کرنے اور اس ملک کو (خاکم بدہن) دوسرا اسپین بنانے کے لئے یورپ اور اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

ایجنٹوں کی خطرناک سازشوں اور منصوبوں سے بھی آگاہ، اور ان کو ناکام بنانے کے عزم اور تدبیر کی طرف متوجہ کیا گیا، اس تقریر میں بہت سے وہ حقائق، تدبر قرآن اور اقوام وملل کی تاریخ کے مطالعہ کے نتائج اور تجربے آگئے جو نہ صرف ترکی کی ملت اسلامیہ کے لئے مفید وچشم کشا ثابت ہوسکتے ہیں، بلکہ ان دوسرے مسلم ممالک واقوام کے لئے بھی جو ان خطرات اور اندرونی وبیرونی سازشوں کا نشانہ ہیں اور جن کی نئی نسل کا اسلامی مستقبل اور دین حنیف سے اعتقادی وشعوری ربط وتعلق خطرہ میں ہے، اس لئے مناسب ومفید معلوم ہوا کہ اس تقریر کو اردو، عربی اور انگریزی میں بھی شائع کردیا جائے، امید ہے کہ اس کا جلد ترکی میں ترجمہ ہوجائے گا، اور وہاں کے نوجوانوں اور دانشور طبقہ کے ہاتھوں تک پہونچ جائے گا۔

جلسہ میں ریکارڈنگ کا کوئی انتظام نہیں تھا اور مقرر کو اس کا افسوس تھا کہ یہ اہم تقریر سامعین تک محدود ہوکر رہ گئی، لیکن نشست کے ختم ہونے کے بعد ہی یہ معلوم کرکے مسرت واطمینان ہوا کہ عزیز گرامی ڈاکٹر محمد محسن عثمانی ندوی استاذ نہرو یونیورسٹی دہلی نے جو کانفرنس اور سیمنار میں شرکت کے لئے دہلی سے استنبول آئے تھے، اور عالمی رابطۂ ادب اسلامی کے ایک ممبر ہیں، اس کے مختصر نوٹ لے لئے ہیں، اور اس کے اہم اجزاء کو انھوں نے قلم بند کرلیا ہے، راقم نے اس کو سامنے رکھ کر پوری تقریر اس طرح قلم بند کرادی کہ تقریر کا تقریباً پورا مواد آگیا، اس کے ساتھ ترکی تاریخ کے مستند مآخذ (SOURCES) اور حوالہ کی معتبر کتابوں

www.abulhasanalinadwi.org

(REFERENCE BOOKS.) کی مدد سے سنین اور بعض ضروری تاریخی تشریحات اور کڑیوں کا اضافہ کیا جس سے یہ تقریر چوبرجستہ اور فی البدیہہ کی گئی تھی اور اس کے لئے کسی تیاری کا موقعہ نہیں تھا، اب ایک مستند تاریخی دستاویز اور ذمہ دارانہ تاریخی جائزہ اور مقالہ بن گیا جس سے اس عظیم قوم کی شاندار تاریخ کے بہت سے اہم گوشے سامنے آگئے، اور ملّتِ اسلامیہ کے حال و مستقبل کی فکر اور اس کی حفاظت کے لئے جدّ و جہد کرنے والوں کو اس میں قیمتی اشارات اور انتباہات ملیں گے، اور فارسی کے قدیم شاعر کے اس شعر کی بھی تصدیق و تشریح ہوگی کہ ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

ابوالحسن علی ندوی

٦ر صفر ١٤١٠ھ
٨ر ستمبر ١٩٨٩ء

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی
رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے دینی بھائیو اور دوستو!

میرے لئے بڑی مسرّت اور عزّت کی بات ہے کہ میں فاتحین اور شہداء کے شہر میں ہوں، حرمین شریفین کی زیارت کے بعد میری سب سے بڑی آرزو شام و ترکی کو دیکھنے کی تھی، اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے اس کا موقعہ عطا فرمایا، اس ملک کے لئے سب سے بڑے شرف کی بات یہ ہے کہ اسے میزبانِ رسولؐ (اور عصر حاضر کے عظیم سیرت نگارِ نبویؐ علامہ شبلی نعمانی کے الفاظ میں "میزبان عالم کے میزبان") سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آرام گاہ ہونے کا فخر حاصل ہے، یہ میزبانی اتنا بڑا شرف تھا کہ یہی تنہا ان کی عزّت و جلالتِ شان کے لئے کافی ہو سکتا تھا، اس کے بعد صرف فرائض و واجبات کی ادائیگی کافی ہوتی، لیکن آپ کی ہمّت بلند نے (جو صحبتِ نبویؐ اور قربِ خاص کا ثمرہ تھا) اس پر قناعت نہیں کی، آپ عہد نبویؐ کے تقریباً تمام اہم غزوات اور خلفائے راشدین کے زمانہ کی اہم برّی اور بعض بحری جنگوں میں شریک ہوئے، اور یہ روح جہاد مرتے دم تک باقی رہی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

www.abulhasanalinadwi.org

کے زمانہ میں جب قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے مہم بھیجی گئی[1] تو آپ اس مہم میں شریک ہوئے، اس وقت آپ کی عمر شریف پچھتر[75] سال کے قریب تھی، اس وقت قسطنطنیہ کے فتح کی نوبت نہیں آئی، آپ اسی حالتِ حصار میں بیمار ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی فرودگاہ میں جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو امیرِ جیش (یزید) عیادت کے لئے آئے، اور آپ سے دریافت کیا کہ ما حاجتك؟ (آپ کی کیا خواہش ہے؟) آپ نے جواب میں فرمایا:-

حاجتی إذا أنامتُّ فاركب	میرے دل کا تقاضہ اور خواہش یہ ہے کہ
ثم اسع فی أرض العدوّ	جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے گھوڑے پر
وما وجدت مساغا فادفنّی	سوار کر کے لے جایا جائے اور دشمن کی
ثم ارجع[2]	سرزمین میں جتنی دور لے جایا جا سکے
	لے جایا جائے، پھر اگر اس کے آگے

---

[1] مؤرخین کا اس سنہ کے تعین اور اس کے امیر و قائد کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، ۴۸ھ سے لے کر ۵۵ھ تک کی روایات ملتی ہیں، یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ابتدا و انتہا کی مدت ہو، اس لئے کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ چار سال تک قسطنطنیہ کے حملوں میں شریک رہے، اسی بنا پر سالِ وفات میں بھی اختلاف ہے جو ۵۲ھ سے لے کر ۵۵ھ تک نقل کیا گیا ہے، (ملاحظہ ہو ابن اسحاق، ابن عساکر، ابن سعد وغیرہ) امیر و قائدِ لشکر کے بارے میں بھی تھوڑا سا اختلاف ہے، لیکن مشہور قول یزید بن امیر معاویہؓ کے امیرِ جیش ہونے کا ہے۔ [2] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الأثیر۔

www.abulhasanalinadwi.org

جانے کا موقعہ نہ ہو تو مجھے وہیں دفن
کر دیا جائے، اور واپس آجایا جائے۔

چنانچہ آپ کو موجودہ شہر قسطنطنیہ کی فصیل کے سامنے دفن کر دیا گیا۔[1]
یہ بات پورے ملک کی آبادی کے لئے عزت و افتخار کی بات ہے کہ اس کو میزبانِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، لیکن اسی کے ساتھ بڑی ذمہ داری اور امتحان کی بھی، جس شہر کے دروازہ پر میزبانِ رسولؐ کی قبر مبارک ہو، اس شہر کے اندر کفر و الحاد اور فسق و فجور کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

اس شہر قسطنطنیہ (اور موجودہ عُرف و رواج کے مطابق استنبول) کے لئے دوسرے شرف و امتیاز کی بات یہ ہے کہ تنہا اس شہر و دار السلطنت کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے کر فتح کی پیشین گوئی فرمائی، اور اس کی بشارت دی، اور اس کے امیرِ لشکر اور لشکر کی تعریف کی۔ حدیث ہے۔

لتفتحنّ القسطنطنیۃ،	تم ضرور قسطنطنیہ فتح کرو گے، اس مہم
فلنعم الأمیر أمیرھا ولنعم	کا امیر بہترین امیر ہے، اور یہ لشکر
الجیش ذالک الجیش۔[2]	بہترین لشکر۔

[1] طبقات ابن سعد و اصابہ [2] الجامع الصغیر للسیوطی بحوالہ مسند احمد، و تاریخ صغیر امام بخاری، و ابن خزیمہ و البغوی، و الیاروودی و ابن السکن، و ابن قانع و ابی نعیم، روایۃً عن عُبید اللہ بن بشیر الغنوی عن أبیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

قسطنطنیہ عہد نبویؐ میں اور اس کے عرصہ بعد تک قیاصرہ کی عظیم الشان سلطنت رومۃ الکبری (THE GREAT ROMAN EMPIRE) کی جانشین مشرقی شاخ بازنطینیہ (BYZANTINE EMPIRE) کا دارالسلطنت تھا جس کی مملکت اور نوآبادیات (ماتحت صوبوں) میں شام فلسطین، مصر و حبشہ وغیرہ مشرقی ممالک بھی تھے، اسی کے حکمراں شہنشاہ ہرقل اول ـــــ (HERACLIUS THE FIRST) کے نام وہ فرمان نبویؐ گیا تھا، اور اس کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، جس کا ذکر احادیث و سیر کی مستند کتابوں میں آتا ہے، اور جس پر اس کا ابوسفیانؓ کے ساتھ (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) مفصل مکالمہ ہوا، اس نے اپنی معلومات کے لئے کچھ سوالات کئے اور ابوسفیانؓ نے ان کا صحیح جواب دیا، صحیح بخاری کی کتاب الوحی میں اس کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔

اسی بازنطینی سلطنت کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگیں ہوئیں، جن کے نتیجہ میں پورا ملک شام اور مصر و حبشہ فتح ہو کر اسلامی سلطنت اور خلافت راشدہ کے قلمرو میں شامل ہوئے، بعد کی صدیوں میں بازنطینہ کی وسعت و قوت بہت گھٹ گئی، لیکن اس حالت میں بھی اس کے دارالسلطنت قسطنطنیہ (استنبول) کا وجود بجائے خود نہایت اہم تھا، اس سے مسیحی یورپ اور ایشیا، بلکہ پوری مسیحی دنیا کی عزت و آبرو قائم اور اس کو

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے دینی و سیاسی مرکز ہونے کی حیثیت حاصل تھی، مسیحیت کے قصر سلطنت کی یہ پہلی اور آخری اینٹ اپنی جگہ قائم تھی، عربوں اور مسلمان فاتحین نے گیارہ بار اس کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے[1]، اللہ تعالیٰ نے یہ بے نظیر اور قابلِ صد فخر و موجبِ ہزار شکر سعادت و عزت جواں سال عثمانی سلطان محمد الثانی الفاتح ابن مراد الثانی (۸۳۳ھ-۸۸۶ھ ۱۴۲۹ء-۱۴۸۱ء) کے حصہ میں رکھی تھی، انتظامی، سیاسی و حربی مصالح و ضروریات کے علاوہ جن کا تقاضہ تھا کہ ایشیائے کوچک اور یورپ میں نوزائیدہ عثمانی سلطنت کے بقا و استحکام کے لئے قسطنطنیہ کو عثمانی سلطنت کے زیر نگین لایا جائے کہ وہ اس کا فوجی اور سیاسی لحاظ سے موزوں ترین اور ضروری حد تک دار السلطنت بن سکتا ہے، بلکہ نپولین کے بقول "اگر دنیا کبھی ایک متحدہ سلطنت کی حیثیت اختیار کرلے گی، تو قسطنطنیہ اس کا (اپنی قدرتی قلعہ بندی اور جائے وقوع کی بناء پر) بہترین دار السلطنت ہوگا" سلطان محمد کے لئے جس کی عمر ابھی تئیس[23] چوبیس[24] سال ہی کی تھی قسطنطنیہ فتح کرنے کا سب سے بڑا محرک اور قلبی و ایمانی داعیہ (جو بعض اوقات سیاسی

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "حواشی ما ضر العالم الإسلامی" از امیر شکیب ارسلان، ج ۲ العنوان "محاضرات العرب للقسطنطنیة" ص ۲۱۴-۲۱۷ مطبع عیسی البابی الحلبی۔ القاہرہ ۱۳۵۲ھ۔

www.abulhasanalinadwi.org

مصالح و منافع پر بھی فوقیت رکھتا ہے) اس بشارت اور پیشین گوئی کا مصداق بننا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے لشکر کا امیر بہترین امیر ہوگا، اور وہ لشکر بہترین لشکر ہوگا، اس نے ۱۱ ربیع الثانی ۸۵۷ھ، (اپریل ۱۴۵۳ء) میں قسطنطنیہ پر اپنے اس وقت کے دار السلطنت ادرنہ (اڈریہ نوپل) سے چل کر حملہ کیا اور اس کے لئے وہ پوری حربی و انتظامی تیاری کی جو اتنی بڑی حربی مہم کے لئے کرنی چاہیئے تھی، اور اس وقت کے جدید ترین آلاتِ حربی استعمال کئے، اور خاص طور پر سب سے بڑی دور مار اور طاقت ور توپ جو اس وقت تک ایجاد ہوئی تھی،[1] اور یہی قرآن مجید کی تعلیم اور ایک حقیقت پسند اور تجربہ کار مجاہد کا شیوہ ہے :-

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ (سورۃ الانفال ۔ ۶۰)	اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلہ) لئے مستعد رہو۔

محمد الثانی کے اس دینی جذبہ، بشارت نبوی پر اعتماد اور اس کا مصداق بننے کے شوق کا اندازہ، اس کے طرزِ عمل اور جذبات سے ہوتا ہے جو اس جنگ میں

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "محمد الفاتح" تالیف الدکتور سالم الرشیدی۔ مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی۔ مصر ص ۵۳-۵۵

www.abulhasanalinadwi.org

ظاہر ہوئے۔

مؤرخ لکھتا ہے کہ :۔

"فاتح اپنے خیمہ میں آیا فوج کے سپہ سالاروں اور لشکر کو جمع کیا اور ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر قسطنطنیہ کی فتح نے ہمارے ہاتھوں تکمیل پائی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوگی، آپ کے ایک معجزہ کا ظہور ہوگا، اور ہمارے حصہ میں یہ عزت وشرف آئیگا، ہمارے فرزندوں (اہل لشکر) کو فرداً فرداً یہ سنا دیجئے، اور تاکید کیجئے کہ شریعتِ غرّاء کی تعلیمات کو ہر شخص مدِّنظر رکھے، اور کوئی کارروائی اس کے خلاف نہ ہو، گرجوں اور عبادت گاہوں کے ساتھ کوئی اہانت آمیز سلوک نہ ہو، پادریوں، کمزوروں اور معذور لوگوں سے جو جنگ نہیں کر رہے ہیں، تعرّض نہ کیا جائے"[1]

---

[1] "محمد الفاتح" از ڈاکٹر سالم الرشیدی ص ۹۷

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے (جو عرصہ تک مالٹا میں ترکی اسیران جنگ کے ساتھ رہے تھے اور ان سے بہت سی باتیں سنی تھیں) یہ سنا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے وقت اس کو خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قسطنطنیہ کے فتح کی بشارت دی، لوگوں نے جب سنا تو اس کی مبارکباد دی، اس نے کہا کہ نہیں، میرا دل تو اس وقت خوش ہوگا جب مجھکو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بشارت ملے گی، اگلے دن اس کو خواب میں زیارت ہوئی اور یہ مژدہ اس نے آپؐ کی زبان مبارک سے سنا، اس وقت وہ مسرور و مطمئن ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

محمد فاتح جب قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہوا اور اس نے وہاں کے تاریخی اور مقدس مرکز توپ قاپوسی (TOP KOPI) پر ترکی جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر آیا، زمین پر سر رکھ کر سجدۂ شکرانہ ادا کیا، اور اپنے ہاتھوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی تکمیل پر اللہ کی حمد وثنا کی۔[۲] بعض مورخین نے لکھا ہے: کہ فاتح نے زمین پر سجدہ کیا اور اپنے سر پر اس شکر میں مٹی ڈالی کہ اللہ نے یہ شرف اس کو نصیب فرمایا۔[۳]

محمد الفاتح ظہر کے قریب اپنے وزراء و امرائے سلطنت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا تھا، سینٹ صوفیا کے گرجے کے پاس پہونچکر وہ گھوڑے سے اترا، اس عالی شان معبد میں داخل ہوکر جس میں گیارہ سو برس سے تین[۳] خداؤں کی پرستش ہوتی تھی، خدائے واحد کی تقدیس کے لئے سر بہ سجود ہوا[۴]، اس نے ایک عالم کو جو اس وقت اس کی رفاقت میں تھے، حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اذان دیں، نماز عصر پڑھی گئی اور اعلان ہوا کہ جمعہ کی پہلی نماز جامع ایا صوفیا میں پڑھی جائے گی۔[۵]

---

[۱] قسطنطنیہ کا موجودہ عظیم الشان عجائب خانہ اور دار الآثار۔

[۲] تاریخ الدولۃ العثمانیہ ترجمہ عدنان محمود سلمان حصۂ اول، استنبول ۱۹۸۸ء

[۳] محمد الفاتح از ڈاکٹر سالم الرشیدی ص ۹۱

[۴] دولت عثمانیہ از ڈاکٹر عزیز ص ۱۱۹ مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڑھ۔

[۵] کمال اتاترک نے اس مسجد کو میوزیم میں تبدیل کردیا، اب وہاں نماز پڑھنے کی قانوناً ممانعت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حاضرین اور ترک نژاد بھائیوں کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ محمد الفاتح مرحوم کا قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخلہ کس طرح ہوا؟ لیکن اس کو پھر یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ خلیج کو زنجیروں سے ناقابل عبور بنا دیا گیا تھا، اب جو حصہ غلطہ کہلاتا ہے، اس پر اہلِ وینس کا قبضہ تھا، قدیم قسطنطنیہ پر بیزنطینیوں کا ادھر حصار سخت تھا، محمد الفاتح کا بحری بیڑا بحر اسود کی طرف سے بحیرہ مرمرہ (MARMARA) سے آرہا تھا، خلیج القرن الذہبی کے دہانہ کو بیزنطینیوں نے اس ڈر سے لوہے کی زنجیروں سے بند کر دیا تھا کہ ان کو بحیرۂ مرمرہ کی طرف سے محمد الفاتح کی فوجوں کے آنے کا ڈر تھا، محمد الفاتح نے غلطہ کی خشکی پر پچاس کشتیوں کو پھسلا کر قاسم پاشا کی طرف سے خلیج القرن الذہبی GOLDEN HORN میں اتار دیا، اور اس طرح ایک ناممکن عمل کو ممکن کر کے دکھا دیا، صبح بیزنطینیوں کو اچانک معلوم ہوا، کہ محمد الفاتح کی کشتیاں خلیج میں موجود ہیں، لیکن یہ بات قسطنطنیہ کی فتح کے لئے کافی نہ تھی، محمد الفاتح سخت مزاحمت کر کے تقریباً ایک ہفتہ میں اپنی فوجوں کے ذریعہ سیدنا ابو ایوبؓ کی طرف سے قسطنطنیہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا، شہنشاہ قسطنطین خود معرکہ کی قیادت کر رہا تھا، اس لئے اپنی سرخ عبا جو فیاصرہ کی امتیازی پوشاک تھی اتار کر پھینک دی، اور ترکی فوج کے بڑھتے ہوئے طوفان میں گھس کر لڑتا ہوا مارا گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرات!

مجھے بڑی خوشی ہے کہ ابھی ترکی میں محمد فاتح کا نام زندہ ہے اور شاید کسی ترکی سلطان اور ترک شخصیت کا وہ احترام اور اس سے وہ محبت نہیں جو سلطان محمد فاتح سے ہے، میں نے جب بچوں کا نام پوچھا تو اکثر "محمد فاتح" سننے میں آیا، میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اس نام کو زندہ رکھیں اور اپنے بچوں کا نام تیمناً و تبرکاً محمد فاتح رکھا کریں، شاید کسی سعید بچہ اور نوجوان کے دل میں وہ جذبہ پھر انگڑائی لے اور فوجی و سیاسی حیثیت سے نہ سہی، دینی و دعوتی اور فکری و اصلاحی راستہ سے پھر وہ اس ملک کا محمد فاتح ثابت ہو، ایک فرانسیسی مؤرخ جیبیہ GIYAH. نے سلطان محمد فاتح کے دو سو سال بعد اس کی حکومت کی تاریخ پر کتاب لکھی ہے، اس میں لکھا ہے کہ "دنیا کی تمام مسیحی اقوام کو یہ تمنا اور دعا کرنی چاہئے کہ دوبارہ روئے زمین پر سلطان محمد فاتح جیسا حکمراں اور فاتح نہ پیدا ہو" محمد الفاتح کتاب کے مصنف ڈاکٹر سالم الرشیدی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس کے مقابلہ میں ہر مسلمان کو یہ تمنا اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سلطان محمد فاتح جیسا طاقتور اور عبقری شخص نصیب فرمائے"[1]

---

[1] محمد الفاتح ص ۲۹۴-۲۹۵

www.abulhasanalinadwi.org

دوستو اور بزرگو!

محمد فاتح کی اس تاریخ ساز اور عہد آفریں کامیابی اور فتح کے بعد پھر وہ دور آیا کہ اس ملک نے پورے عالم اسلام کی تولیت کی ذمہ داری اٹھائی، تاتاریوں کے حملہ (ساتویں صدی ہجری۔ تیرھویں صدی عیسوی) سے عالم اسلام پامال ہوگیا تھا، اس وقت تاتاری خود مسلمان ہوگئے، وسط ایشیا کی تاتاری النسل قوم کی ایک شاخ نے ترکی میں اسلامی حکومت قائم کی، یورپ کے ایک بڑے رقبہ پر آل عثمان نے قبضہ کرلیا، سلطان سلیم اول (۹۱۸ھ - ۹۲۶ھ - ۱۵۱۲ء - ۱۵۲۰ء) کے زمانہ میں مصر کی فتح کے بعد ترکوں کا حجاز پر بھی قبضہ ہوگیا، اور اس نے خادم الحرمین الشریفین کا لقب حاصل کیا[1]، یہ شرف سلیم کے بعد اس کے جانشینوں کو چار سو برس تک حاصل رہا، حرمین شریفین کی خدمت کا شرف جب سلیم کو حاصل ہوگیا، تو آخری عباسی خلیفہ المتوکل نے جو قاہرہ میں مملوک سلاطین کے زیر سایہ ظاہری شان وشوکت کے ساتھ مگر حقیقتاً بغیر کسی اختیار واقتدار کے زندگی بسر کر رہا تھا

---

[1] راقم نے ایک مستند عربی تاریخ میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ دمشق کے میدان میں سلطان سلیم نماز جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر تھا، خطیب نے جمعہ کے خطبہ میں اس کے نام کے ساتھ مَلِكُ الحرمين الشريفين کہا، سلطان نے جانماز ہٹا کر خاک پر پیشانی رکھتے ہوئے کہا بل خادم الحرمين الشريفين۔

www.abulhasanalinadwi.org

خلافت کے تمام حقوق وامتیازات بھی اسے تفویض کر دیئے، اور مقاماتِ مقدسہ، وحرمین شریفین کی کنجیاں، نیز آثار نبویہ (تلوار، علم اور چادر) بطور سند خلافت اس کے حوالہ کر دیئے، اس تاریخ سے سلاطین عثمانی "خلیفہ" کے لقب سے دنیا میں مشہور ہوئے، اور خطبوں میں ان کا ذکر بحیثیت امیر المؤمنین کے ہونے لگا۔

ڈاکٹر عزیر صاحب مصنف "دولت عثمانیہ" لکھتے ہیں کہ:۔

"اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت دنیائے اسلام کی خلافت کا حق بھی ترکوں کو پہونچتا تھا، کوئی دوسری اسلامی سلطنت طاقت ووسعت میں دولت عثمانیہ کے برابر نہیں تھی، یہی سلطنت تمام دوسری سلطنتوں سے زیادہ شرع وملت کی حفاظت کی طاقت رکھتی تھی اور تقریباً ڈیڑھ صدی سے جہاد کا فرض ادا کرتی آرہی تھی، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب سلطان سلیم کی خلافت کا اعلان کیا گیا، تو دنیائے اسلام کے کسی گوشہ سے اس کی مخالفت نہیں ہوئی"[1]

اس وقت سے مصر وشام، فلسطین، حجاز، ویمن اور عراق سب خلافت عثمانیہ کے دائرہ میں داخل ہوگئے، اس چار سو پانچ سو برس میں

---

[1] دولتِ عثمانیہ ص۱۸۲

www.abulhasanalinadwi.org

ساری دنیا میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، سلطان عبدالحمید ثانی کے وقت تک کوئی مقامات مقدسہ پر نظر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا، ترکوں نے حجاز مقدس کی بھی خدمت اور تولیت کا فرض انجام دیا، مکۂ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کی موجودہ عمارت سلطان مراد کی بنائی ہوئی ہے[1]، اور مسجد نبویؐ کی تعمیر و تزئین سلطان عبدالمجید اول کا کارنامہ ہے[2]، جو ۱۲۶۹ھ سے ۱۲۷۱ھ میں انجام پایا۔

حرمین شریفین کے ساتھ ترکوں نے مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی بھی حفاظت کا فرض انجام دیا، میں نے الحاج سید امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین سے خود سنا ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک وفد سلطان عبدالحمید خاں سے ملا، اور اس نے کہا کہ اگر آپ قدس اور فلسطین میں ہمیں اپنا مرکز و وطن بنانے کی اجازت دے دیں تو ہم ترکی سلطنت کا سارا قرضہ ادا کر دیں گے، سلطان عبدالحمید خاں نے زمین سے مٹی کی ایک چٹکی اٹھائی اور کہا کہ ہم فلسطین کی خاک میں سے اتنا بھی تم کو دینے کے لئے تیار نہیں، پھر اپنے محافظ افسر پر

---

[1] سلطان سلیم ثانی کے عہد میں ۹۷۹ھ میں بیت اللہ شریف کی جدید تعمیر شروع ہوئی اور اس کی تکمیل سلطان مراد ثالث کے عہد میں ۹۸۴ھ میں عمل میں آئی۔

[2] مسجد شریف کا صدر دروازہ "الباب المجیدی" کے نام سے اب بھی موسوم و مشہور ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عتاب آمیز نظر ڈالی اور کہا کہ اس کُتّے کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت دی؟

آپ یاد رکھیں کہ یورپ نے ترکی کو کبھی قبول نہیں کیا، یہ وہ نوالہ ہے جو اس سے نہ نگلا گیا، نہ اُگلا گیا، پہلے اس نے بلقان کی ریاستوں کو بغاوت اور اس سے جنگ پر آمادہ کیا، اور ترکی کے بہت سے علاقے یورپ کے قبضہ میں چلے گئے، پھر جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء ۔ ۱۹۱۸ء) میں اتحادیوں نے ترکی کو اپنے ساتھ شامل نہیں ہونے دیا، وہ مجبوراً جرمنی کے ساتھ شامل ہوا[1]، اتحادیوں نے اس کے حصے بخرے کر لینے اور اس کے بیرونی مقبوضات پر قبضہ کر لینے کا پورا منصوبہ بنایا، جس کے نتیجہ میں شام، فلسطین، لبنان، اُردن (جو سب شام کا جزء تھے) اور عراق پر اس کا اقتدار قائم ہو گیا، لیکن ترکی کا مرکز براہ راست یورپ کے قبضہ میں کبھی نہیں گیا۔

لیکن اب یورپ نے اپنا نقشۂ جنگ بدل دیا ہے، اب اس نے حملہ اسلحۂ جنگ اور فوجی طاقت کے ذریعہ سے نہیں، کلچر، ذرائع ابلاغ (PUBLIC MEDIA) نظامِ تعلیم اور افکار و نظریات کے ذریعہ شروع کیا ہے، یورپ، ترکی کو مسلمان نہیں دیکھنا چاہتا، اس نے زیر زمین سرنگ بچھا رکھی ہے، اور جو کام وہ اپنی فوجوں اور توپوں کے ذریعہ نہیں کر سکا،

---

[1] ملاحظہ ہو حواشی حاضر العالم الاسلامی از امیر شکیب ارسلان۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہ اندرونی ذرائع سے کر رہا ہے، عصر حاضر کے مشہور فلسفی مؤرخ (ARNOLD TOYNBE) نے لکھا ہے کہ "عربوں کے کتب خانہ اسکندریہ جلانے کی روایت تاریخی طور پر صحیح ہو یا بے بنیاد، اب کسی کو کتابی ذخیرہ کو جلانے یا کسی زبان و ثقافت کے مٹانے کی ضرورت نہیں، رسم الخط کا بدل دینا کافی ہے، اس طرح ملک و قوم کا رشتہ ماضی سے کلی طور پر منقطع کیا جا سکتا ہے"[1] یورپ و امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ ترکی کو دوسرا اسپین بنا دیا جائے، اس لئے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، فاتح مصر صحابیٔ رسول سیدنا عمرو بن العاصؓ کی اس حکیمانہ وصیت اور تلقین کو ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر اسلامی ملک میں یاد رکھنے کی ضرورت ہے جو انھوں نے مصر کو کُلّیۃً فتح کر لینے کے بعد ایسی حالت میں کی کہ مصر کے قدیم باشندے جوق در جوق اسلام قبول کر رہے تھے، اور "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا" کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا، ملک کی زبان، تہذیب اور بالآخر رسم الخط بھی بدل رہا تھا، مساجد تعمیر ہو رہی تھیں اور شعائر اسلام بلند، جزیرۃ العرب سے قریب ہونے، اسلامی فتوحات کے سیلاب اور اس کی پے در پے کامیابیوں کے پیش نظر بظاہر اس کا کوئی اندیشہ نہیں تھا کہ مصر اسلامی اقتدار

---

[1] A STUDY OF HISTORY P. 516-519

www.abulhasanalinadwi.org

کے دائرہ سے خارج ہو جائیگا، لیکن انھوں نے اپنی ذہانت، دور بینی اور اس فراست کی بنا پر جو صحبتِ نبویؐ کی برکت سے ان کو حاصل ہوئی تھی، مسلمانوں اور عرب فاتحین سے کہا "انتم فی رباط دائم" تم دائمی طور پر سرحد و محاذ جنگ پر کھڑے ہوئے ہو، اور دائمی ناکہ بندی کی حالت میں ہو، اس لئے کہ برِّ اعظم افریقہ کی ساری قوموں، غیر مسلم حکومتوں اور آبادی کی نگاہیں تمھارے اوپر ہیں اور ان کے دل اس طرف لگے ہوئے ہیں کہ ملک کو پھر قدیم حالت میں لے آیا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس ملک و ملّت کو اسلام سے وابستہ اور پیوستہ رکھنے کی ترکیب کیا ہے؟ اس کے لئے دعوت کے میدان کے تجربہ، قرآن کے تدبّر اور تاریخ کے وسیع و عمیق مطالعہ کی بنا پر تین باتیں عرض کرتا ہوں، ان کو غور سے سنئے۔

۱۔ ترکی کے مسلم عوام میں ایمان و عقیدہ کی طاقت کو طاقت پہونچایئے (جس کی چنگاریاں اس کے خاکستر میں بہر حال موجود ہیں) — ان کے دینی شعور کو بیدار اور متحرک بنانے کی ضرورت ہے، ان مسلم عوام کی اسلام کے ساتھ وابستگی اور اس کے لئے گرم جوشی، ایک ایسی بلند اور مستحکم فصیل اور اسلام کا آہنی حصار ہے، جس کی بدولت بہت سی

www.abulhasanalinadwi.org

مسلم (یا مدّعی اسلام) قیادتوں اور حکومتوں کو کھل کر کفر کا راستہ اختیار کرنے اور اپنے ملکوں اور ماتحت مسلم قوموں کو کفر و الحاد کے آغوش میں ڈال دینے کی ہمت نہیں ہوسکتی، خدانخواستہ اگر کسی دن یہ حصار ٹوٹ گیا اور مسلم عوام کا رشتہ اور ان کی روحانی اور جذباتی وابستگی اسلام سے ختم ہوگئی، تو پھر ان ملکوں میں اسلام کے بقا اور تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں، اور ان ملکوں کو اسپین اور روسی ترکستان بنا دینے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی، یہ وہ خام مال (RAW MATERIAL) ہے، جس سے بہترین انسانی مصنوعات تیار کی جاسکتی ہیں اور مردم سازی اور آدم گری کا کام لیا جاسکتا ہے، صدہا خامیوں اور قابلِ اصلاح پہلوؤں کے باوجود یہ وہ انسانی مجموعہ ہے جس پر پیغمبرانہ توجہات اور اہلِ قلوب اور اہلِ خلوص کی محنتیں صرف ہوئی ہیں، اور وہ آج بھی اپنے خلوصِ قلب، اپنی محبت، گرم جوشی اور ایثار و قربانی کے جذبہ اور صلاحیت میں دوسری انسانی جماعتوں اور مذہبی قوموں سے فائق و ممتاز ہے۔[1]

---

[1] ماخوذ از رسالہ مصنّفہ "پندرھویں صدی ہجری ماضی و حال کے آئینہ میں" ص ۵۱

اسی کے ساتھ ضروری ہے کہ ان عوام کی زندگی میں اسلام پورے طور پر کارفرما اور حکمراں ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا	مومنو! اسلام میں پورے
فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا	پورے داخل ہوجاؤ اور
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ	شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو
عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ۲۰۸)	تمہارا صریح دشمن ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی میں سو فیصد مسلمان ہونا چاہیئے، دس فیصدی اور بیس فیصدی اسلام پر عمل کرنے سے کام نہیں چلے گا، یہ نسبت تعلیم میں، ملازمتوں میں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں چل سکتی ہے، عقائد پر مضبوطی سے قائم رہنا، فرائض و عبادات کا پابند ہونا، اور بعض اسلامی شعائر و علامتوں کا حامل ہونا کافی نہیں، ضروری ہے کہ معاشرت بھی اسلامی ہو، تمدن بھی اسلامی ہو، عائلی قانون (PERSONAL LAW) میں بھی شریعت کے احکام پر عمل ہو، حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کئے جائیں، پھر اس کے ساتھ دین کی محبت کے ساتھ دین کی حمیت بھی ہونی چاہیئے۔

ایمان عوام کا بڑا محافظ اور فصیل ہے، یہ وہ قلعہ ہے جو آسانی سے فتح نہیں ہوسکتا، اس لئے پہلا کام یہ ہے کہ پوری قوم کو پوری طرح

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان بنانے کی کوشش کیجئے، اس کے لئے دعوتِ عام کا راستہ اختیار کیجئے، نقل و حرکت، خطاب و دعوت، اور سفروں کی صعوبت برداشت کیجئے، اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے عمل سے سبق لیجئے کہ انھوں نے (جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہونے، اور ہمہ وقت صحبت اور عبادات جلیلہ کے ساتھ (جن کی اللہ نے اُن کو توفیق دی) اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی اشاعت کے لئے بڑی عمر میں بھی باہر نکلنا ضروری سمجھا، اور مدینہ سے چل کر (جس میں ہر مسلمان کو مرنے اور اس کی خاکِ پاک میں جگہ پانے کی آرزو ہوتی ہے) بحر و برّ طے کر کے قسطنطنیہ جیسے دور دراز مقام پر تشریف لائے، اور اس کو اپنا آخری مرقد بنایا۔

۲۔ دوسرا کام یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے کی کوشش کیجئے، ایسا نہ ہو کہ آپ کی آئندہ نسل صرف ترکی زبان جانے، صرف سرکاری اسکولوں میں اس نے تعلیم پائی ہو، دین کے بارے میں اس کی کچھ معلومات نہ ہوں، اگر آپ سب کے سب ولی اللہ اور تہجّد گذار بن جائیں (اور خدا ایسا کر دے) لیکن اگر آپ نے اپنے بچّوں کی دینی تعلیم سے غفلت برتی تو خطرہ موجود ہے، آپ کے بعد مسجدوں کو

www.abulhasanalinadwi.org

کون آباد کرے گا، اسلامیت کا یہ تسلسل جو آپ کو من جانب اللہ اور حقانی داعیوں اور مبلغوں، علمائے ربانیین، اور مخلص و سرفروش مجاہدین اور فاتحین کے ذریعہ حاصل ہوا، کیسے قائم رہے گا؟ آپ دیکھئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو خود انبیاء کی تیسری پشت میں تھے، ان کے والد ماجد حضرت اسحاقؑ پیغمبر، ان کے عم نامدار حضرت اسماعیلؑ پیغمبر، اور ان کے جدِ بزرگوار حضرت ابراہیم (علیہ وعلی نبینا السلام) عالی مرتبت پیغمبر اور ابوالانبیاء تھے، ان کے گھر میں سوائے توحید خالص اور عبادت الٰہی کے اور کسی چیز کی فضا اور ہوا نہ تھی شرک اور بت پرستی کا سایہ بھی اس گھر پر ایک صدی سے نہ پڑا ہوگا لیکن بقول شاعر ؎

عشق است و ہزار بدگمانی

انھوں نے اس کو کافی نہ سمجھا، اپنے فرزندوں، نواسوں اور پوتوں کو جمع کیا، اور ان سے کہا "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" (تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے) گویا زبانِ حال سے کہا، میرے پیارو! میری پیٹھ قبر سے نہ لگے گی، جب تک میں یہاں سے یہ اطمینان لے کر نہ جاؤں کہ تم میرے بعد کس کی بندگی کروگے؟

مجھے یقین ہے کہ ان کے ان سب فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں

www.abulhasanalinadwi.org

نے یہی کہا ہوگا کہ والد صاحب! دادا جان! نانا جان! یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ آپ نے ہمیں تعلیم کیا دی؟ اور ہم نے ساری عمر کیا دیکھا اور کیا کیا؟ "نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ"[1]

ہم آپ کے معبود، آپ کے چچا و والد اسماعیلؑ و اسحاقؑ اور آپ کے دادا جان حضرت ابراہیمؑ کے معبود کی پرستش کریں گے، جو اکیلا پرستش کے قابل ہے، اور ہم اس کے آگے سر جھکانے والے اور فرماں بردار ہوں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے اس نازک وقت میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو عام طور پر بزرگ خاندان اپنے وارثوں سے سکرات کے ایسے نازک وقت میں کہا کرتے ہیں، نہ اتحاد و اتفاق کی بات، نہ کسی دفینہ اور خزانہ کی خبر، نہ قرض و مطالبات کے بارے میں ہدایت، نہ شریفانہ زندگی گذارنے کی تلقین، بس ایک بات "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ؟" انھیں صرف ایک بات کی فکر تھی کہ ان کے بعد ان کی اولاد ایمان اور دین صحیح پر قائم رہے، اور

---

[1] سورۃ البقرۃ ۔ ۱۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

خدائے واحد کی بندگی کرے، اور انھیں اس وقت تک اطمینان نہیں ہوا، جب تک کہ انھوں نے اپنی اولاد سے اس پر قائم رہنے کا اقرار نہیں کروالیا، ہر ملک کی موجودہ مسلمان نسل کے لئے یہی اُسوۂ نبویؐ، سُنّتِ انبیاء اور دین وایمان کا تقاضہ ہے۔

۳۔ تیسری بات جو مجھے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا دین پر عمل کرنا مبارک، یہ نقل وحرکت، دعوت وتبلیغ مبارک، دینی مدارس میں فقہ وحدیث، اور عربی کی تعلیم پانا، اور قرآن مجید کا حفظ وتجوید مبارک، اور اپنے بچوں کے دین وایمان کی حفاظت کی فکر کرنا بھی مبارک، لیکن ایک بات اور ہے جو کچھ کم اہم نہیں، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو طبقہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہا ہے (اور وہی تعداد میں زیادہ اور اثر ورسوخ میں بڑھا ہوا ہے) اور جو نوجوان یورپ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے واپس آرہے ہیں، یہی طبقہ ہر ملک میں ملک پر حاوی اور با اثر ہوتا ہے، وہی قیادت کرتا ہے، وہی پلاننگ (منصوبہ بندی) کرتا ہے، وہی ملک کا رُخ متعیّن کرتا ہے، اسی کا طرزِ زندگی ملک کا عوامی فیشن بنتا ہے، ملک کا نظامِ تعلیم اور ذرائع ابلاغ اسی کے قبضہ میں ہوتے ہیں، وہی خوب کو ناخوب اور ناخوب کو خوب بنا دیتا ہے، اور آخر میں ملک کے نظم ونسق پر حاوی ہوکر اور آئین سازی اور

www.abulhasanalinadwi.org

تقنین LEGISLATION. کے منصب پر فائز ہو کر وہ جس چیز کو چاہتا ہے، اس کی اجازت دیتا ہے، اور جس چیز کو چاہتا ہے، اس کو ممنوع اور خلافِ قانون قرار دے دیتا ہے، اس طرح پوری قوم اور اس کی معاشرت و تمدن، اس کی نسل کا مستقبل، یہاں تک کہ (اللہ محفوظ رکھے) دینی فرائض کی ادائیگی، شعائر اسلامی اور مدارس و مساجد اور اس کا عائلی قانون (PERSONAL LAW) اس کے رحم و کرم پر رہ جاتا ہے، یہ بہت سے آزاد مسلم ممالک کا تجربہ ہے جن کی اکثریت مسلمان ہے، بلکہ وہ ملک تقریباً کلیۃً پشتینی مسلمان ہے، اور کبھی وہ ممالک علم دین اور دعوت اسلامی کا عظیم ترین مرکز رہ چکے ہیں، اور اب بھی وہاں بڑی بڑی دینی جامعات قائم ہیں، ان کے نام لینے کی ضرورت نہیں آپ خود ان کو سمجھ سکتے ہیں۔

اس لئے آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اس طبقہ کو ہرگز ہرگز نظر انداز نہ کیجئے علمی و فکری غذا کے ذریعہ مؤثر لٹریچر اور ان کی نفسیات اور علمی درجہ کے مطابق اسلام کی تفہیم اور اس کی ضرورت و عظمت کو ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کیجئے، اور ان کے دلوں اور دماغوں کو ایمانی و شعوری طریقہ پر اسلام کی ابدیت، اس کی تعلیمات کی صداقت اور اس کے ہر زمانہ میں قیادت کی صلاحیت پر مطمئن کیجئے، یاد رکھئے یہ زمانہ

www.abulhasanalinadwi.org

نظریات وافکار اور بین الاقوامی تعلقات کا زمانہ ہے، اس لئے علمی وفکری سطح پر کام کرنے اور جدید طبقہ کو (جو برسر قیادت ہونے کو ہے) اس بات پر مطمئن اور اس کا قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام ہی دنیا کا نجات دہندہ اور اسلام ہی صحیح زندگی گذارنے کا واحد راستہ ہے، ورنہ یہ دنیا خدا فراموشی کے راستہ پر چل کر خود فراموشی اور بالآخر خودکشی کی منزل کی طرف جارہی ہے۔ وصدق اللہ العظیم ؎

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ	اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا
نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ	جنھوں نے خدا کو بھلا دیا
أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ	تو خدا نے ایسا کر دیا کہ خود
هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝	اپنے تئیں بھول گئے یہ بدکردار
(سورۃ الحشر۔ ۱۹)	لوگ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ایک اہم تقریر:

اسلامی بیداری کی لہر پر ایک نظر

بے لاگ جائزہ ـــــ مخلصانہ مشورہ

- جس میں اسلامی بیداری کے مبارک مقصد ـــــ جو بڑی ذمہ داری اور بڑی نازک و اہم امانت ہے ـــــ کی خاطر جد و جہد میں مصروف افراد اور جماعتوں کے لئے کارآمد و مفید مشورے دیئے گئے اور راہ نما اصول بیان کئے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعہ سے اسلامی بیداری کو صحیح رُخ دینے، دینی و اصلاحی کوششوں کو زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنانے میں مدد مل سکتی ہے ـــــ اور
- امتِ مسلمہ کو ـــــ خاص طور سے اسلامی ممالک میں، جہاں بیداری کی تحریکیں زیادہ سرگرم ہیں ـــــ مثالی اسلامی زندگی کے حقائق، اس کے پیغام اور اس کے مقام و منصب سے قریب تر کیا جا سکتا ہے۔

عمدہ کتابت، آفسٹ طباعت، صفحات ۴۸ قیمت پانچ روپے۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ **لکھنؤ**

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے محسنِ اعظمؐ

اور

شریف و متمدن دنیا کا اخلاقی فرض

اس انگریزی مقالہ کا اصل اردو متن جو ۲۲ اگست ۱۹۸۹ء کو اسلامک اسٹڈیز سنٹر آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ میں پڑھا گیا، اور ۲۶ اگست کو لندن کے بین الاقوامی اسلامک سنٹر پارک روڈ میں مختلف ملکوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم مجمع کے سامنے عربی، اردو تقریروں اور تشریح و ترجمانی کے ساتھ پیش کیا گیا۔

از

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org